ULLS — Urdu Language & Literature Research

Mairaj

Vol 2, Issue 2

editor.mairaj@gmail.com https://www.mairaj.pk

ISSN Print 2959-2070 ISSN Online 2959-2089

نازیہ کنول

اسکالر، پی ایچ ڈی اردو، نمل اسلام آباد

ڈاکٹر ابو بکر

لیکچرار اردو، نمل اسلام آباد

بلتستان کے لوگ اوران کے طرزِ زندگی کی اُردو سفر نامے میں پیش کش

Nazia Kanwal

PhD Urdu Scholor, NUML Islamabad.

Dr. Abu Bakar

Lecturer Urdu, NUML Islamabad

Depiction Of Baltistan's Civilization And Its People In Urdu Travelogue

Baltistan is one of the most beautiful areas of Pakistan situated in its North. Mr. Asif Ali Zardari named this area Gilgit-Baltistan through an ordinance in 2009. The writers of Urdu travelogues in Pakistan have beautifully portrayed severalcolours of the civilization of Baltistane.g; cultural festivals, food, customs and traditions, sports and values in their works and enriched Urdu literature. Most of the travelogues have been written about Northern areas. The writers of Urdu travelogues have depicted the beautiful scenes of huge mountains, hilarious cascades and fascinating valleys of 'Gilgit-Baltistan' in a way as if the reader is wander in heaven after its reading. Our writers have highlighted physical beauty and civilization of this area that the reader is much curious to visit this place. This area has been blessed not only with apparent beauty but also with spiritual enlightenment. The beauty of character of the natives stands for spiritual enlightenment. They have further adorned this area with beauty of their characters. They are different from the rest of the people of Pakistan in their simplicity, courage, hardworking, honour and sincerity and these qualities enrich their separate existence. In this article, a comprehensive analysis of civilization and people of Baltistan has been presented.

Key Words: Gilgit-Baltistan, Salama Awan, Code of Life, Cultural Norms, Indeliblity of Civilization, Ponum Festival in skardu on December 21. My Baltistan, Unique Shamshal. Mafing Festival.

کلیدی الفاظ: گلگت بلتستان، سلمیٰ اعوان، طرزِ زندگی، معاشرتی آداب، تہذیبی نقوش، 21 دسمبر سکردو میں پونم، یہ میرا بلتستان، ششمال بے مثال،

بلتستان پاکستان کے شمال میں واقع ایک انتہائی خوبصورت خطہ ہے۔ 2009ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے آصف علی زرداری صاحب نے گلگت کا نام "گلگت بلتستان" رکھ دیا۔ ہمارے ملک کے اُردو سفر نامہ نگاروں نے بلتستان کے حُسن، یہاں کے مقامی رسم و رواج، تہذیب، مقامی بوُد و باش، کھیل کود، تہوارات ثقافت کے مختلف رنگ پیش کیے ہیں اور اُردو ادب میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ شمالی علاقہ جات کے سفر ناموں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اُردو سفر نامہ نگاروں نے گلگت بلتستان کے بلند پہاڑی سلسلے، سریلی آبشاریں اور حُسن بکھیرتی حسین وادیوں کو اس طرح اُجاگر کیا ہے۔ کہ ان کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قاری جنت کی وادیوں میں گھوم رہا ہے۔ ہمارے اُردو سفر نامہ نگاروں نے بلتستان کے لوگوں کی شکل و صورت، عادات و اطوار، رہن سہن کو اس طرح عیاں کیا ہے کہ قاری ان فضاؤں میں اُڑنے کے لیے پر تولتا ہے۔ یہ خوب صورت خطہِ ارض ظاہری خوب صورتی کی طرح باطنی خوب صورتی سے بھی مالا مال

ہے۔ باطنی خوبصورتی سے مراد وہاں بسنے والے لوگوں کے خوب صورت کردار ہیں۔ جنھوں نے اپنے کردار کی خوب صورتی سے اس علاقے کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یہاں بسنے والے اپنے کردار و عمل، اپنی سادگی، حوصلہ مندی، جفاکشی، بہادری، غیرت مندی، خلوص، اتحاد و اتفاق میں منفرد ہیں اور ان کی یہی منفرد خصوصیات انھیں پاکستان کے باقی تمام صوبوں کے لوگوں سے انفرادیت بخشتی ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں بلتستان کے لوگوں اور ان کے طرزِ زندگی کا غائر جائزہ پیش کیا جائے گا۔ بلتستان محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کے شمال میں واقع ایک انتہائی حسین خطہ ہے۔ گلگت کا دارالحکومت ''گلگت'' شہر ہے۔ بلند پہاڑی سلسلے، سریلی آبشاریں، حسین وادیاں، بلتستان کی شان ہیں۔ ہمارے ملک کے اُردو سفر نامہ نگاروں نے شمالی علاقہ جات کا گوشہ گوشہ نامانوس اور اجنبی اندھیروں سے نکال کر قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اُردو سفر نامے جو شمالی علاقہ جات پر لکھے گئے ہیں نہ صرف بہت معیاری ہیں بلکہ ادبی حسن کے حامل بھی ہیں اور علوم و فنون، مناظر قدرت، طریقہ تمدن اور طرزِ معاشرت کے عکاس بھی ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال ہما سکردو کی اہمیت کو اس طرح اُجاگر کرتے ہیں:

''میں سندھ نہ آتا تو سکردو کی دل فریب شخصیت کا یہ انوکھا اور منفرد پہلو میری نظروں سے اُوجھل رہتا۔ میرے ناقص علم کے مطابق سکردو پاکستان کا واحد شہر ہے جہاں دریا، پہاڑ، آبشار، جھیلیں، صحرا، جنگل اور میدان (دیو سائی) مقابلہ حسن میں حصہ لینے کے لیے ایک اسٹیج پر جلوہ افروز ہیں اور دنیا کا کوئی مصنف رشوت یا سفارش کے بغیر فیصلہ نہیں دے سکتا کہ ''مس بلتستان'' کا تاج کس کے سر پر سجائے۔''(1)

بلتستان کے لوگ:

بلتستان کے لوگ شکل و صورت میں خوب صورت ہیں۔ سرخ و سفید رنگ کے بہادر اور جیالے ہیں۔ غیرت مند قوم ہیں۔ بظاہر شکل و صورت میں یہ لوگ لداخ کے لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہاں کے لوگ صبر و تحمل سے رہتے ہیں۔ امن پسندی ان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بلتستان میں ملکی سطح پر کبھی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوئے ان کے قد بلند، رنگ صاف اور چہرے سفید ہیں۔

''یہ لوگ صبر و تحمل والے ہوتے ہیں اور خوش خلقی میں پورے شمالی علاقہ جات میں مشہور ہیں۔ یہ لوگ بڑے امن پسند ہیں۔ بلتستان میں کبھی فرقہ وارانہ فساد نہیں ہوا اس لیے یہاں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔''(2)

خپلو بلتستان کا آخری گاؤں ہے۔ یہاں کے لوگ پنجاب کے علاقے میانوالی کے لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ میانوالی کے لوگوں کی طرح قد آور، مضبوط اور سانولے رنگ کے ہیں۔ یہاں کے لوگ بلتیوں اور شگریوں سے بالکل مختلف ہیں۔ ان کی آنکھوں کی ساخت انھیں تبت کے لوگوں سے ملاتی ہے۔

بلتستان کے لوگ مہمان نواز اور فراخ دل ہیں۔ مہمانوں کے ساتھ نہایت محبت و خلوص سے پیش آتے ہیں۔ مہمان نوازی یہاں کے لوگوں کا وطیرہ ہے۔ اگرچہ یہ دشوار خطے ہیں اور مسائل سے بھرپور ہیں مگر یہاں کے لوگ زندہ دل، خوش مزاج اور ہنس مکھ ہیں اور مہمان کو اللہ کی رحمت سمجھ کر اس کی خاطر داری کرتے ہیں اور مصیبت و پریشانی کو بھی اللہ کی رضا سمجھ کر صبر و شکر سے زندگی گزارتے ہیں کیوں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل کرتے ہیں۔ یہاں کے لوگ عقائد کے بہت پکے ہیں اور مہمان نوازی کو ایمان سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ بلتستان میں ایک خاص کھانا بنتا ہے جو وہ مہمانوں کو کھلاتے ہیں وہ بکرے کے گوشت کا سالن ہے۔ جو بہت ہی لذیذ اور منفرد قسم کا سالن ہوتا ہے اور بلتستان کی پہچان ہے۔ سالن کو بڑی سی سینی میں ڈال کر روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اس میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اب یہ شوربے میں ڈوبی روٹیاں بمع بوٹیوں کے انتہائی لذیذ ہوتی ہیں۔ مقامی لوگوں کو قہوہ اور دوسرے علاقوں سے آئے لوگوں کو چائے پلائی جاتی ہے۔ یہ ان کا روایتی کھانا ہے۔ سلمیٰ اعوان لکھتی ہیں:

''اس نے پانی گرم کیا کرمبو (سنگ خارا سے بنی ہوئی ہانڈی) کو جلدی جلدی دھویا اوپر کی منزل پر جا کر لوہے کی سلاخ سے لٹکتے بکرے کی ایک ران کاٹ کر، سکینہ کے ساتھ مل کر اس کی بوٹیاں بنائیں اور ہنڈیا چڑھا دی۔''(3)

بلتستان کے لوگوں کی مہمان نوازی ان کی پہچان کا حصہ ہے۔ بلتستان کے لوگوں میں جو ایک خاص بات نظر آتی ہے وہ اپنے بالتی یل کے عظیم فرمانروا علی شیر خاں انچن کی خوب صورتی، بہادری و دلیری سے بے حد متاثر ہیں اور ہر لڑکی اپنے لیے ایسے ہی جیالے مرد کی متمنی ہے اور اپنی اس خواہش کا اظہار وہ گیتوں میں کرتی ہیں۔ بلتستان کے لوگ مذہبی رسومات کے معاملے میں بہت پکے ہیں۔ مزاروں، خانقاہوں کو بہت مانتے ہیں۔ چوں کہ بلتستان کے لوگ اہلِ تشیع ہیں۔ اس لیے اہلِ بیت کی محبت اور عقیدت سے مخمور ہیں۔ بلتستان میں مسجدوں میں اہم اور نادر چیزیں رکھی ملتی ہیں۔ جیسے معصومینؑ میں سے کسی کا موئے مبارک۔ وہاں لوگ اس کی زیارت کے لیے نہایت عقیدت و احترام سے جاتے ہیں۔

لوگوں کا طرزِ زندگی:
بلتستان کی ہر وادی کے لوگوں کی زندگی میں سادگی کا عنصر غالب ہے۔ یہاں کی زندگی مختلف اور منفرد ہے۔ چوں کہ یہاں موسم کی شدت لوگوں کو بہت متاثر کرتی ہے۔ درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے گر جاتا ہے اور زندگی مفلوج ہو کر رہ جاتی ہے۔ مگر وہاں کے لوگ اس سے بچنے کے لیے گرمیوں اور سردیوں کی آمد کا اہتمام پہلے سے ہی کر لیتے ہیں تا کہ وہ موسمی حالات سے نبرد آزما ہو سکیں چاہے امیر ہوں یا غریب یہ تیاری سب کو کرنی پڑتی ہے۔ دودھ، مکھن، آٹا وغیرہ محفوظ کر کے رکھ لیتے ہیں اور ساری سردی استعمال کرتے ہیں۔ سردی آنے سے پہلے باغ کے سارے ٹماٹر اُتار کر چار چار ٹکڑوں میں کاٹ کر عورتیں چھتوں پر سکھا لیتی ہیں۔
سیبوں کو دھو کر محفوظ کر لیتی ہیں۔ مولیوں اور گاجروں کو بھی محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ ساگ اور پالک سوکھا کر انھیں پولیتھین کے لفافوں میں پیک کر کے رکھ لیا جاتا ہے۔ سوکھے ٹماٹروں کو پیس کر محفوظ کر لیتی ہیں۔ سردیوں کی آمد کی تیاریوں میں سکردو کی ہر عورت مصروفِ عمل نظر آتی ہے۔ سلمیٰ اعوان لکھتی ہیں:
''کریس کی جامع مسجد بھی دیکھی جو سید مختار کے والد ابع سعید نے تعمیر کی تھی ایک گھر کے سامنے ایک بوڑھی عورت کنالی میں خوبانیوں کی بھونی ہوئی گریاں ٹنوس (پتھر کی زمینی کونڈی) میں کوٹ رہی تھی اس میں سے اسے چولی مار تیل نکالنا تھا۔''(4)
سکردو یہاں کی عورتیں محنتی، جفاکش اور سادہ لوح ہیں۔ یہاں کی عورتیں کڑوی خوبانیوں سے تیل نکالتی ہیں ضائع ہونے والی چیزیں بھی یہ مفید بنا لیتی ہیں۔ کڑوی خوبانیوں کی گریاں بھون کر ان کی کونڈی میں کوٹ کر چولی مار (تیل) نکالتی ہیں۔ فروری سے مارچ تک بلتی لوگ کھیتوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ یہ گوتب اور سکل تب کہلاتا ہے۔ وادی شگر کے کچھ لوگ منگولوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ یہاں کے لوگ سادہ، انسان دوست، مہمان نواز، ہمدرد، مہربان اور پُر خلوص ہیں۔ بلتستان کے لوگوں کے رہن سہن بالکل سادہ ہیں۔ غریب لوگوں کے عموماً گھروں کے چھوٹے سے صحن، دھوئیں سے اٹے چھوٹے سے برآمدے، سلور کے برتن، گندی مندی رضائیاں، غرض گھر کا ہر گوشہ غربت وافلاس کی کہانی سناتا ہے۔ بلتستان خوبانیوں میں خود کفیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر گھر میں خوبانیوں کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ ان کے مہمان نوازی کے انداز قدرے منفرد ہیں۔ خوبانی کے دو ٹکڑے کر کے انھیں جو کہ آٹے میں لت پت کر کے کھایا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے خوبانیوں کا ایک منفرد ذائقہ بن جاتا ہے۔ کسی بھی علاقے کے رہن سہن کو سامنے لانے میں وہاں کے لوگوں کی خوراک، طرزِ رہائش، تہوار، دستور و رواج بھی معاون کردار ادا کرتے ہیں۔ کیوں کہ یہی وہ ثقافتی رنگ ہیں جو کسی خطے کی خصوصیات کو اُجاگر کرتے ہیں۔ گلگت بلتستان کے تہذیبی و ثقافتی نقوش یہاں پر لکھے جانے والے اُردو سفر ناموں میں ملتے ہیں۔
گلگت بلتستان کے لوگ پُر امن، سیدھے سادھے، دیانت دار، مہذب، خوش اخلاق اور مہمان نواز ہیں۔ فطری طور پر اس خطے کے لوگ نرم خو اور ہمدرد ہیں اپنے وطن سے محبت کرنے اور انسانیت کا دامن تھامنے والے لوگ ہیں۔ مقامی تہذیب و تمدن کا تنقیدی مطالعہ، مشاہدہ اور جائزہ بخوبی ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ معاشرتی آداب سے بخوبی واقف ہیں۔ محمد حسن حسرت اسی پہلو کو اُجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
''یہاں کے معاشرتی آداب و تہذیب منفرد انداز کے ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے نمونۂ عمل کے لائق ہیں۔ عمر، خاندانی رتبہ، علم و پیشے کی بنیاد پر عزت و وقار کا رتبہ متعین ہوتا ہے اور اسی طریقے سے منکسرانہ آداب بجالاتے ہیں۔''(5)
ہر علاقے کی تہذیب و ثقافت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ پہاڑوں میں زندگی انتہائی کٹھن ہوتی ہے یہاں شدید سردی کی وجہ سے لوگوں کو بہت مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہاں رہنے والے مقامی لوگ ان سب کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے تہذیبی نقوش ان کے لیے راہنمائی کا کام دیتے ہیں۔ اپنے باپ دادا کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔ ان کی تہذیب ان کو زندگی گزارنے کے ڈھنگ سکھاتی ہے۔ شمشال جیسے سرد ترین مقام پر سردیوں کے موسم میں زندگی خاصی مشکل اور دشوار ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی ہمت کا جواب نہیں۔ موسم گرما میں یہ لوگ اپنے جانوروں کے ساتھ چراگاہوں میں چلے جاتے ہیں اور وہاں چار پانچ ماہ اپنے مویشیوں کو چراتے ہیں یہ ان کی تہذیب و ثقافت کا ایک رنگ ہے۔ جسے مستنصر حسین تارڑ نے بڑی دل کشی سے اپنے سفر نامے ''شمشال بے مثال'' میں پیش کیا ہے:
''مٹی کے سینے میں ہمارے لوگ قافلوں کی صورت میں اوپر جانے لگتے ہیں یہاں بہت میلہ لگتا ہے خوشی ہوتی ہے۔ ایک اور دوسرے مویشی ہانکتے ہوئے لوگ، اپنے بچوں کو اُٹھائے روانہ ہوتے ہیں اور تین روز میں اوپر پہنچتے ہیں۔ اکتوبر کے مہینے تک وہاں بیٹھے رہتے ہیں اور سردیوں کا آغاز ہو جاتا ہے تو ان کی واپسی ہو جاتی ہے اور ان کی واپسی پر بہت رونق ہوتی ہے۔ بہت جشن ہوتا ہے۔''(6)

شمالی علاقہ جات کے انتہائی دور دراز اور مشکل راستے کے حامل شمشال گاؤں کی ثقافت و تمدن کا یہ رنگ ایک ایسی تہذیب کی علامت ہے۔ جس پر سالوں سے لوگ عمل پیرا ہیں۔ یہ لوگ اپنی ثقافت پر فخر کرتے ہیں۔ وہ ہر مشکل کا سامنا سوچ کر کرتے ہیں۔ کہ ان کی زندگی صاف فضا اور آلودہ ماحول سے پاک ہے۔ سادہ رہن سہن، سادہ بوُد و باش، سادہ خوراک اور کسی بھی قسم کے تناؤ سے پاک طرزِ معاشرت ان کو صحت منداور تروتازہ رکھتی ہے۔ شمالی علاقہ جات کے لیے تہذیبی اور ثقافتی رنگ ہمیں اُردو سفر ناموں میں نظر آتے ہیں۔ اُردو کے ان سفر ناموں نے دور دراز علاقوں کی تہذیب اور ان کی ثقافت کے دبیز پردے ہٹا کر اسے دنیا کے سامنے لانے میں مثالی کردار ادا کیا ہے۔ گلگت بلتستان پر لکھے ہوئے اُردو سفر ناموں میں ثقافت کی عکاسی سے سفری ادب کی وقعت میں ناقابل قدر اضافہ ہوا ہے۔

خوراک:

کسی بھی علاقے کی ثقافت کو اُجاگر کرنے میں وہاں کی خوراک بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ لوگ خطے کی آب و ہوا کے مطابق خوراک کا انتخاب کرتے ہیں۔ سرد علاقوں میں گرم چیزیں کھانا مفید ثابت ہوتا ہے۔ ہر علاقے کی طرح گلگت بلتستان میں بھی کچھ روایتی کھانے قابل ذکر ہیں۔ جیسے مرزن یہاں کا روایتی پکوان ہے۔ سلمیٰ اعوان لکھتی ہیں:

'' پاشا کی بڑی بھاوج گل بانو بری سی سلور کی پرات میں بھنے ہوئے جو کا آٹا لیے پانی کے اُبلنے کا انتظار کر رہی تھی۔ جو نہی پانی اُبلا اس نے سارا آٹا اس میں ڈال دیا اور چمچے سے اسے ہلانے لگی یہ حلوے کی مانند بنتا جا رہا تھا۔ پر اس میں میٹھا نہیں تھا نمک تھا اب اس نے اسے بڑی سینیوں میں ڈال کر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیا دیسی گھی گرم کیا اور اسے بھی کٹوروں میں ڈال دیا۔''(7)

مرزن تیار کرنے میں بہت محنت درکار ہوتی ہے۔ یہ حلوے کی طرح سے بنایا جاتا ہے۔ یہ جو کا بنتا ہے اور نمکین ہوتا ہے اسے گرم گرم دیسی گھی کے ساتھ کھاتے ہیں پڑ ویو یہاں کی ایک خاص ڈش ہے۔ جو کھانے میں بے حد مزے دار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں ارزق (میٹھے سموسے) بھی کھانے اور لوگوں کے گھروں میں تحفتاً لے جانے کا رواج ہے۔ صبح ناشتے میں بلتستان میں کلچے بنانے کا رواج ہر گھر میں ہے۔ ان کلچوں پر خشخاص لگی ہوتی ہے اور نمکین چائے کا بھی رواج ہے۔ بلتستان کے کچھ علاقوں میں صبح ناشتے میں پراٹھے بھی کھائے جاتے ہیں۔ البتہ خپلو میں ناشتہ تھوڑا مختلف ہے۔ وہاں ناشتے میں خوبانی کے رس کا گرم گرم پیالہ دیا جاتا ہے۔ کیوں کہ ان علاقوں میں خوبانیوں کی بہتات ہے۔ وادی شگر میں پراٹھے اور نمکین چائے میں مکھن ڈال کر پیا جاتا ہے۔ جو کہ بہت لذیذ ہوتا ہے۔ کھانے میں اُبلے ہوئے چاول اور آلو کا شوربا، پالک کا ساگ، سلاد اور اچار کھانے کے طور پر کھائے جاتے ہیں۔ کھانے کے بعد قہوہ استعمال کیا جاتا ہے۔ بلّے یہاں کی مرغوب ڈش ہے۔ بلے مکھن کو کہتے ہیں اور یہ ڈش مکھن سے بنتی ہے اور بہت لذیز ہوتی ہے۔ غریب لوگ پیاز اور مرچ کی چٹنی بنا کر کھاتے ہیں۔ مہمانوں کے لیے اسپیشل بکرے کے گوشت کا سالن تیار کی جاتا ہے۔ ایک بڑی سی سینی میں روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ڈال کر اس پر شوربا بمعہ بوٹیوں کے ڈال دیا جاتا ہے۔ کھانے کے بعد قہوہ اور مہمانوں کو چائے پلائی جاتی ہے۔ شادیوں میں کچھ علاقے جیسے گلاب پور وغیرہ میں سفید ابلے چاول، پالک گوشت، سادہ گوشت، سینیوں میں چار پانچ ڈھیریاں بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ بلتستان کے لوگ سادہ، مزے دار اور غذائیت بخش خوراک کھاتے ہیں۔ سیب، خوبانیاں، آلو بخارا، شوغون، گیلاس یہاں کے مرغوب پھل ہیں۔ عام طور پر موٹی موٹی روٹیاں توے پر پکائی جاتی ہیں۔ شام ہوتے ہی روٹیاں پکانا شروع کر دیتے ہیں اور مردوں کے گھر آنے پر سب مل جل کر کھانا کھاتے ہیں۔

طرزِ رہائش:

اس علاقے کی ثقافت کو اُجاگر کرنے میں وہاں کے رہنے والوں کی طرزِ رہائش بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اردو سفر نامہ نگاروں نے بھی اس سلسلے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ انھوں نے دورانِ سیاحت، خطوں اور علاقوں کو اور ان کی تہذیب و ثقافت کو بھرپور انداز میں بیان کیا ہے۔ لوگوں کے رہن سہن، طور طریقوں، بوُد و باش کا انداز ان کے اندازِ رہائش سے بھی کیا جاتا ہے۔ بلتستان میں لوگ دو منزلہ گھر بنا کر رہتے ہیں۔ سردیوں میں گھر کی نچلی منزل اور گرمیوں میں اوپر کا حصہ استعمال کیا جاتا ہے اور مویشی بھی نچلی منزل میں رکھے جاتے ہیں۔

15 شعبان بلتستان میں تہوار کی طرح منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں قصیدہ خوانی کی محفلیں منعقد کراتے ہیں۔ 3 شعبان سے قصیدہ خوانی کی محفلیں شروع ہو جاتی ہیں۔ جیدِ عالم کی تیاریاں زور و شور سے مذہبی لگاؤ سے کی جاتی ہے۔ حیثیت رکھنے والے غریب لوگوں میں خیرات کا کھانا تقسیم کرتے ہیں۔ واقعہ کربلا کا غم منانے کے لیے یکم سے ہی سارے گھروں میں عزاداری اور سوزِ خوانی کی مجالس شروع ہو جاتی ہے۔ بلتستان میں شمس صاحب سے وہ اس کا پہلا عشرہ (محرم کا عاشورہ) شہدائے کربلا کی یاد میں مجالس عزا کے لیے مخصوص ہے۔ یکم سے ہی سارے سکردو میں عزاداری اور سوزِ خوانی کی مجالس جاری رہتی ہیں۔

سلمیٰ اعوان لکھتی ہیں:

''گلیوں میں چلتی گئی ماتمی لباس میں لوگ گھوم پھر رہے تھے مختلف گھروں سے درود وصلوٰۃ پڑھنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ سوزِ خوانی کی محفلیں اپنے عروج پر تھیں۔''(10)

مے فنگ کا تہوار 21 دسمبر کو منایا جاتا ہے۔ اس تہوار کی 20 کو تیاری کی جاتی ہے۔ دو چار گھروں کے لڑکے اس دن کو مل کر شکپہ تیار کرتے ہیں۔ (شکپہ تیزی سے جلنے والی لکڑی کو کہتے ہیں) ہر لڑکے کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شکپہ سب سے لمبا اور خوب صورت ہو۔ یہ وہ دن ہیں جب سردی عروج پر ہوتی ہے اور نقطۂ انجماد سے درجہ حرارت گر جاتا ہے۔ یہ دن بوائز گراؤنڈ میں سب مل کر مناتے ہیں۔ بچے چار ٹولیاں بنا کر گاتے اور اپنے تماشوں سے ساری وادی کو روشن کرتے ہیں۔ سلمیٰ اعوان اپنے سفر نامے ''یہ میرا بلتستان'' میں اس دل کش منظر کو یوں بیان کرتی ہیں:

''بچوں کی چار ٹولیاں ہیں ایک گیت اور ناچنے میں مصروف ہو گئی دوسری جلتی مشعلیں ہاتھوں میں پکڑے اپنی طرف پہاڑوں پر چڑھنے لگی تیسری دریائے شیوق کی طرف بھاگی جہاں دریا پار کے گاؤں سے بچوں نے آنا تھا چوتھی گاؤں میں چکر کاٹنے کے لیے دوڑی دور سے جلتی شکپائیں ٹمٹماتے جگنوؤں کی مانند نظر آتی تھیں۔''(11)

یہ تہوار بہت خوش و خروش سے مناتے ہیں اور لوگ رات تک اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اخروٹ، بادام کی گریوں، دھنیا، پودینے کی چٹنی اور جو کے آٹے کو ملا کر پڑوپو بنایا جاتا ہے۔ یہ بلتستان کے خاص پکوان ہیں۔ جو تہواروں کے موقع پر تیار کیے جاتے ہیں اور پڑوپو کے ساتھ تلوں والے کلچے بھی بنائے جاتے ہیں۔ بلتستان کے لوگ دستور و رواج پر سختی سے عمل کرتے ہیں۔ سردی کے موسم میں اپنے جانوروں کو لے کر ایسی چراگاہ میں چلے جاتے ہیں جہاں دھوپ ہو تاکہ جانوروں کو مناسب دھوپ مل سکے مویشی پالنا یہاں کا دستور ہے۔ ان مویشیوں سے وہ بار برداری کا کام لیتے ہیں۔ ہل چلانے کے ساتھ ساتھ ان سے دودھ، مکھن، گھی، انڈے، گوشت وغیرہ بھی حاصل کرتے ہیں۔ کھرمنگ کے گاؤں روصبوخہ سے تقریباً 2 میل کے فاصلے پر سمن سیر گاہ ایک خوب صورت اور پر فضا مقام ہے۔ یہاں ایک عجیب دستور ہے کہ یہاں پہنچ کر اونچی اونچی آوازوں سے درود پڑھا جائے تو دور پار سے بھی جوابی درود کی آوازیں آتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے ساتھ دودھ کے برتن لاتے ہیں اور سب کو دودھ پلاتے ہیں۔ اس دستور کو ''برجیب'' کہتے ہیں۔ سلمیٰ اعوان لکھتی ہیں:

''اب اس کی آواز میں اور تیزی آ گئی نوکروں نے بھی جھوم جھوم کر ساتھ دیا۔ سارے سمن میں ان کی آوازیں گردش کر رہی تھیں۔ پھریوں ہوا دور پار سے جو آوازیں آرہی تھی وہ آوازیں جب اور قریب آئیں تو معلوم ہوا کہ مقامی لوگ جوابی درود پڑھ رہے ہیں۔ دو عورتیں اور تین مرد اور کئی بچے دکھائی دیئے عورتوں کے ہاتھوں میں دودھ کے برتن تھے پاس آ کر انھوں نے دودھ کے برتن رکھے ''برجیب'' پھر پڑھا۔ شاہ جہاں سے گلے ملیں وہ اُٹھی ان سے بغل گیر ہوئی پھر انھیں وہ دودھ پیش کیا گیا جو وہ لائی تھیں شاہ جہاں نے پیا۔ بچوں کو پلایا، اس نے بھی پیا۔''(12)

بلتستان کے یہ دستور اتنے پیارے ہیں۔ ان سے ان لوگوں کے اتحاد و محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اگر ایک فرد کسی علاقے سے چلے حالت مسافرت میں ہو اور برجیب کا ورد کرے تو لوگ اس کی مدد کو چلے آتے ہیں۔ جس جس کو دور کی آواز آتی ہے۔ وہ اِدھر کا رخ کرتا ہے اور اپنے گھر سے دودھ لے کر نکل پڑتا ہے۔ اس طرح سے مسافر کی پیاس بجھ جاتی ہے اور وہ تازہ دم ہو جاتا ہے۔ بلتستان کے دستور ایسے ہیں جو محبت خلوص اور اتحاد کو ظاہر کرتے ہیں۔ یوں تو بلتستان کی ثقافت نہ صرف مختلف ہے بلکہ منفرد بھی ہے۔ بلتستان میں یہ دستور بھی عام ہے کہ مویشیوں کو ایسی جگہ منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جو سرسبز جگہ ہو اور ہر گھر سے باری باری ایک فرد ان کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اس کے عوض وہ ان کا دودھ لے لیتا ہے اور پھر سردی بھر بے فکری سے اسے استعمال کرتے ہیں۔ بلتستان کے لوگ محنتی اور جفاکش ہیں اور ان کی اسی محنت اور جفاکشی نے کئی رسموں کو جنم دیا ہے۔ یہاں کے لوگوں کی بدولت بہت سی رسمیں وجود میں آئیں۔ جو ان کے پیار و محبت، خلوص کی علم بردار ہیں۔ سلمیٰ اعوان لکھتی ہیں:

''سارے بلتستان میں رواج ہے کہ گرمیوں میں پہاڑوں پر چھوٹی چھوٹی وادیاں جو سرسبز ہو جاتی ہیں۔ مویشیوں کو ادھر منتقل کر کے ہر گھر کا ذمہ دار فرد ان کی دیکھ بھال اپنی اپنی باری پر کرتا ہے اور ان کا دودھ خود لیتا ہے۔ یہ ''رسمِ بجون'' کہلاتی ہے۔''(13)

خطہ بلتستان اپنی روایات، ثقافت، طرزِ رہن سہن میں انفرادیت رکھتا ہے۔ اس انفرادیت کو جلا بخشنے میں اہم کردار ہمارے اُردو سفر نامہ نگاروں کا ہے جس کی بدولت قاری خود کو ان علاقہ جات میں گھومتا محسوس کرتا ہے۔ ہمارے ہاں کے اُردو سفر نامہ نگاروں نے جتنا شمالی علاقہ جات پر لکھا ہے اتنا کسی اور موضوع کو نہیں اپنایا۔ اُردو سفر نامہ نگاروں نے سفر نامہ کے حوالے سے اُردو ادب کو قیمتی سرمائے سے ہم کنار کیا ہے۔

حوالہ جات

1. محمد اقبال ہما، ڈاکٹر، ''سکردو میں پونم'' سجاد پبلی کیشنز، اُردو بازار، لاہور، اگست: 2007ء، ص: 126۔
2. سید عالم، ''شمالی علاقہ جات کا لسانی وادبی جائزہ''، طاہر پرنٹنگ پریس بلیو ایریا، اسلام آباد، ص: 107۔
3. سلمیٰ اعوان، ''یہ میرا بلتستان'' اگست: 2005ء، زاہد بشیر پرنٹر، لاہور، 2006ء، ص: 191۔
4. ایضاً، ص: 132۔
5. محمد حسن حسرت، ''بلتستان و ثقافت''، بلتستان بک ڈپو، سکردو، 1995ء، ص: 58۔
6. مستنصر حسین تارڑ، ''شمشال بے مثال'' ، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2007ء، ص: 184۔
7. سلمیٰ اعوان، ''یہ میرا بلتستان'' اگست: 2005ء، زاہد بشیر پرنٹر، لاہور، 2006ء، ص: 11۔
8. ایضاً، ص: 18۔
9. ایضاً، ص: 215۔
10. ایضاً، ص: 156۔
11. ایضاً، ص: 202۔
12. ایضاً، ص: 180۔
13. ایضاً، ص: 189۔